گذشتہ سے پیوستہ

شاہ اسماعیل شہیدؒ کا جہاد کس کے خلاف تھا؟

تحریر: مولانا عبدالعظیم انصاری، قصور

مزید شہادت

سیدؒ صاحب کے ایک مرید اور خلیفہ سید قطب علی نقوی کے فرزند سید جعفر علی نقوی سیدؒ صاحب کے ساتھ میدان جنگ میں شریک تھے اور ان کے سپرد تحریر کام تھا بالا کوٹ میں جب سیدؒ صاحب شہید ہوئے تو وہ واپس اپنے گھر ساکن (مجھو امیر) ضلع گورکھ پور آئے تو سید قطب علی صاحب اپنے فرزند سید جعفر علی سے کہنے لگے

> آرزو تھی کہ اللہ تعالیٰ سید صاحب کے ذریعے سے اس سرزمین (ہندوستان) کو کفار نگو نسار سے پاک کر دے گا۔ وہ اب دنیا میں نہیں باقی رہے تو مجھے بھی زندگی کی تمنا نہیں رہی۔
> (منظورۃ السعداء)

سید قطب علیؒ جو سید صاحب کے خلیفہ اور مرید تھے انہیں تو یہ معلوم نہ ہوا کہ سید صاحب پنجاب میں سکھوں سے لڑنا چاہتے ہیں اور پنجاب کو سکھوں سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ان کی شہادت کے قریباً ڈیڑھ سو سال بعد یہ راز صرف گردیزی صاحب کے ہاں کھلا کہ سید صاحب صرف سکھوں سے مقاتلہ اور مجادلہ کا ارادہ رکھتے تھے۔

ہفت روزہ چٹان کا بیان

> (چٹان) ۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء کے شمارے میں جناب پروفیسر احسان قریشی صاحب فرماتے ہیں۔
> دو سال کی تبلیغ جہاد کے بعد کم و بیش ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل یہ قافلہ ۱۸۲۶ء میں اجمیر کے راستے سرحد کے لئے روانہ ہوا اس وقت انگریز تمام ملک پر چھا چکا تھا۔ صرف پنجاب پر سکھوں کا قبضہ تھا۔ سید صاحب نے یہ اسکیم بنائی کہ سرحد کے مجاہدین کو بھی ساتھ ملا کر پہلے سکھوں کی سرکوبی کی جائے پھر آگے قدم بڑھا کر "انگریز" سے نمٹیں گے۔ پنجاب کے مسلمان بھی آزادی حاصل کر کے ساتھ دیں گے اور اس طرح انگریزوں سے دو دو ہاتھ کرنا نسبتاً آسان رہے گا۔

سید صاحب کے زمانے میں بھی بعض معترضین نے اعتراض کیا کہ آپ کے پاس نہ سپاہ زیادہ ہے نہ ساز و سامان جنگ سے آراستہ ہیں آپ کس طرح لاہور اور کلکتہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

شاہ اسماعیل شہید اس کا جواب ایک مکتوب میں دیتے ہیں۔

"کس شخص نے آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ "امام" ہماری ایسی قلیل جمعیت سے لاہور اور "کلکتہ" پر قبضے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ تو رات دن مسلمانوں کی ہمت بڑھانے اور شوکت کو ترقی دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ انہیں امید ہے کہ آہستہ آہستہ اسلامی شوکت عروج پائے گی اور یہ بات وقوع سے بعید نہیں بلکہ ملتوں اور قوموں کے انقلاب میں اللہ کی یہی سنت جاری ہے"

دیکھئے اس مکتوب میں شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے لاہور کے ساتھ کلکتہ کا بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت امام سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ آہستہ آہستہ اسلامی شوکت و طاقت کو ترقی دے رہے ہیں تاکہ لاہور اور کلکتہ وغیرہ ہندوستان کے اہم شہروں پر اسلامی قبضہ ہو جائے۔

لاہور تو پنجاب میں سکھوں کے قبضے میں تھا۔ لیکن کلکتہ تو ہندوستان میں تھا جس پر انگریز قابض تھے اور وہ انگریزوں سے جنگ کے بغیر کسی طرح قبضے میں آسکتا تھا۔

ایک انگریز کی شہادت

مولانا غلام رسول مہر فرماتے ہیں

جس زمانے میں سید صاحب مصروف جہاد تھے اسی زمانے میں ایک انگریز سیاح جس کا نام "میس" تھا سرحد' افغانستان اور بلوچستان میں پھر رہا تھا اس نے سید صاحب کا نصب العین یہ بتایا ہے (سید احمد شہید جلد' ص ۲۵۸)

"سکھوں کا استیصال اور پنجاب پر قبضہ پھر ہندوستان اور چین پر تسلط"

سید صاحب کے جو مکتوبات اوپر درج کئے گئے ہیں اس میں واضح طور پر یہ الفاظ موجود ہیں ہمارا مقصد "نصاریٰ نکوہیدہ خصال و مشرکین بدمال سے جنگ کرنے کا قصد ہے۔ (مکاتیب ص ۱۹)

آیادیں از قوم نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کہ با ملت محمدیہ عداوت مے دارند (مکاتیب ص ۱۶۵)

ان میں کہیں سکھوں کا ذکر نہیں بلکہ اپنے اس عزم کا بار بار اظہار فرماتے ہیں۔

"ہم مسلمان امراء روساء سے کسی قسم کا تنازعہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ بدکردار کفار سے ہماری مخاصمت ہے اور مدعیان اسلام سے ہمیں کوئی پرخاش نہیں بلکہ کافروں سے لڑنا چاہتے ہیں ہم صرف درازمویاں (سکھوں) سے ہی مقاتلے کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ کفر کے ہر مدعی سے جہاد چاہتے ہیں ہمیں کلمہ گو اور مسلمانوں سے کوئی عداوت یا دشمنی نہیں" (ملخص مکاتیب سید صاحب)

اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے کہ سید صاحب کا جہاد سے اصل مقصد صرف سکھوں سے لڑنا نہیں تھا "بلکہ وہ کفر کے ہر مدعی سے جہاد چاہتے تھے" جن میں انگریز شامل تھے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جب آپ اپنے مقرر کردہ مرکز جہاد اور مورچے سے اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں سکھوں نے مزاحمت کی اور ان سے مقابلہ کرنا ناگزیر ہوگیا۔

مولانا جعفرؒ تھانیسری

مولانا محمد جعفر تھانیسری کی سید صاحب کے معتقدین اور مجاہدین سے دلی وابستگی تھی اسی سلسلے میں انہوں نے بے پناہ مصائب و آلام برداشت کئے 'گھربار لٹایا' قید و بند اور پھانسی کے پھندے تک پہنچے۔ اٹھارہ سال تک عمر کا بہترین حصہ کالا پانی میں گزارا سید صاحب کے حالات "سوانح احمدی" (تواریخ عجیبہ) مرتب کی' جزائر انڈمان (کالا پانی) کی سزا یابی مقدمہ کی روئیداد گھربار کی بربادی اور کالا پانی میں اٹھارہ سال بسر کرنے کے حالات پر ایک کتاب "کالا پانی" لکھی۔

مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں کہ

> ان کی قربانیوں کے سامنے ہر شخص کی گردن احتراماً جھک جاتی ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سید صاحب کے نصب العین کو سمجھنے میں ان سے سخت لغزش سرزد ہوئی اور حد درجہ افسوس اس بات کا ہے کہ اس غلطی کی توثیق کے لئے انہوں نے سید صاحب کی عبارتوں کو بدلا۔ (سید احمد شہید غلام رسول مہر صفحہ ۲۵۸ ج ۱)

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مولانا جعفرؒ صاحب نے اپنی تصنیف سوانح احمدی (تواریخ عجیبہ) جس میں سید صاحب کے حالات زندگی اور تحریک جہاد کی تفصیل درج کی ہے اس کے آخر میں آپ کے چند مکاتیب بھی درج کئے ہیں جو مختلف سربراہان مملکت اسلامیہ کو لکھے گئے جن کا ذکر ہم سطور بالا میں کر چکے ہیں معلوم نہیں کس وقتی مصلحت کی بنا پر مولانا محمد جعفر نے ان کی بعض عبارتوں اور الفاظ میں رد و بدل کر دیا۔

مثلاً

۱۔ نصاریٰ نکوہیدہ خصال (کی جگہ) سکھاں نکوہیدہ فصال کر دیا

۲۔ اور (ازلب دریائے اباسین تا ساحل دریائے شور کہ تخمیناً شش ماہہ راہ باشد کی بجائے از اقطاع غربی ہندوستان از لب دریائے اباسین تا دارالسلطنت دہلی تسلط یا فتند

۳۔ نہ باکسے از امرائے مسلمین مناعت داریم و نہ باکیے از روساء مومنین مخالفت اس کی جگہ یہ لکھا۔ نہ باسرکار انگریزی مخاصمت داریم و نہ ہیچ راہ منازعت

۴۔ کفار و فرنگ کہ بر ہندوستان تسلط یافتہ اند کو تبدیل کر کے یہ لکھا۔ کفار دراز مویاں کہ بر ملک پنجاب تسلط یافتہ اند (تواریخ عجیبہ ص ۲۱۳، ۱۹۲)

ان عبارتوں میں واضح طور پر جو تبدیلی کی گئی ہے نظر آتی ہے۔

جہاں جہاں نصاریٰ یا فرنگ کا لفظ آیا ہے اسے "سکھاں" یا "دراز مویاں" سے بدل دیا۔

تا "دریائے شور" کو تا دارالسلطنت دہلی کر دیا

"ہندوستان" کی جگہ "پنجاب" بنا دیا

شش ماہہ راہ باشد کو سرے سے حذف کر دیا

سید صاحب کے مکاتیب

حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے سید صاحب کے قلمی اور مطبوعہ مکاتیب کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے ان میں اصل عبارتیں موجود ہیں، مولانا غلام رسول فرماتے ہیں۔

> میں نے مکاتیب کے چھ قلمی نسخے بہم پہنچائے جو مختلف اوقات میں مکتوب ہوئے ان سب میں اصل عبارت اسی طرح درج پائی جس طرح میں نے بطور متن نقل کی نیز ترمیمات میں صرف نصاریٰ اور کفار فرنگ کو حذف کرنے کا اہتمام واضح ہے۔ (سیرت سید احمد شہید صفحہ ۳۶۱ ج ۱)

مولانا مہر صاحب نے مکاتیب سید احمد شہید کی اصل عبارتیں اور ان کے مقابلے میں مولانا جعفر صاحب کی ترمیم شدہ عبارتیں پیش کی ہیں جن میں ترمیم صاف نظر آتی ہے اور بعض الفاظ حذف کرنے کا اہتمام واضح ہے۔ (سید احمد شہید ص ۳۶۰)

جس زمانے میں "تواریخ عجیبہ" لکھی گئی سید صاحب کی تحریک انگریزوں کے عناد و عقاب کا ہدف اور مورد بنی ہوئی تھی اور انگریز تمام ہندوستان پر قابض ہو چکے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ مولانا جعفرؒ صاحب نے بعض مصلحتوں کی بنا پر ان الفاظ میں رد و بدل کر دیا ہو جو صاف نظر آرہا ہے۔ ورنہ مکاتیب کی تمام دستاویزات میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ جن میں "نصاریٰ" اور "کفار فرنگ" کا ذکر ہے۔

سید احمد شہیدؒ کے ایک قلمی نسخہ کی نقل مولانا عبیداللہ ساہو والا ضلع سیالکوٹ نے ۱۳۰۱ھ میں کی مکتبہ رشیدیہ شاہ عالمی لاہور نے اس کا عکسی ایڈیشن ۱۳۹۵ھ میں شائع کیا جو بازار سے مل سکتا ہے میرے پاس بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے اس میں نصاریٰ نکوہیدہ خصال اور کفار فرنگ وغیرہ کے الفاظ واضح طور پر موجود ہیں۔

گردیزی صاحب کا موقف

شاہ حسین گردیزی نے "حقائق تحریک بالا کوٹ" میں مولانا غلام رسول مہر کی اس تحقیق کو غلط قرار دینے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ مولانا جعفرؒ نے مکاتیب میں کوئی تبدیلی کی ہے حالانکہ مندرجہ بالا تحریر سے تحریف و ترمیم صاف عیاں ہے۔ گردیزی صاحب کا طریق واردات یہ ہے کہ ہر کتاب سے اپنے مطلب کی بات لیتے ہیں اور جو چیز ان کے موقف کے خلاف ہو اس سے صرف نظر کر جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں تو مولانا جعفر صاحب کی تحریرات کی تائید کرتے ہیں اور اسے حوالے کے طور پر پیش کرتے ہیں مولانا جعفر صاحب کی تعریف بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے بالکل درست لکھا ہے کیونکہ یہ بات ان کے حق میں جاتی ہے اور اسی کتاب میں جہاں وہ سید صاحب کے زہد و اتقا' فہم و فراست' حکمت عملی' اصلاح و تجدید کے کارنامے اور جہاد فی سبیل اللہ کے شوق اور خدا کی راہ میں شہادت کے ولولہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اسے ذکر تک نہیں کرتے بلکہ ادھر ادھر سے واقعات لے کر ان کی ان خوبیوں پر پردہ ڈالنے بلکہ کالعدم قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں جن کتابوں کا وہ حوالہ دیتے ہیں۔ ان سب کے ساتھ ان کا یہی برتاؤ ہے۔

مشاہدات کابل و یاغستان

مولانا محمد علیؒ ایم اے کنڈب قصوری جو حضرت مولانا عبدالقادر قصوریؒ کے نامور' علم و فضل میں یکتا' مجاہد' غازی اور نامور فرزند تھے۔ انہوں نے کافی عرصہ جماعت مجاہدین کے ساتھ ان کے مرکز چمرقند اور اسمت میں گزارا۔ کچھ عرصہ کابل میں بھی رہے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اول کے موقع پر جب روس اور برطانیہ نے ایک سازش کے تحت افغانستان پر قبضے کا منصوبہ بنایا تو مولانا محمد علی صاحب اہم شخصیتوں کے مشورے سے جن میں مولانا ابوالکلام آزاد مولانا محمد علی رام پوری اور حکیم اجمل خاں شامل تھے کابل گئے تاکہ امیر حبیب اللہ خاں والی کابل کو صورت حال سے آگاہ کیا جائے قریباً ایک سال وہاں رہے محلاتی اور درباری سازشوں کا شکار ہو کر وہاں سے نکل کر یاغستان کے علاقے میں آگئے کچھ عرصہ اسمت اور چمرقند میں رہے حالات کے پیش نظر آخر وطن واپس آگئے ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء کو لاہور میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پائی اور قصور میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن کئے گئے۔

آپ نے کابل اور یاغستان سے واپسی پر ایک کتاب "مشاہدات کابل و یاغستان" کے نام سے لکھی ان علاقوں میں اپنا آنکھوں دیکھا حال من و عن اس میں درج کر دیا یہ آپ کی مورخانہ دیانتداری تھی کہ آپ کے مشاہدہ میں جو کچھ آیا قلم و قرطاس کے حوالے کر دیا کسی شخصیت کا لحاظ کئے بغیر حقیقت حال کی نقاب کشائی کی اور کسی چیز کو پردہ اخفا میں نہیں رہنے دیا۔ وقائع نگار کی یہ بہت بڑی

خوبی ہے کہ جہاں وہ اپنے ممدوح کے اوصاف بیان کرے وہاں اس کی کمزوریوں اور خامیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کرے۔ یہی دیانت دارانہ انداز مولانا محمد علیؒ نے اپنی کتاب مشاہدات کابل و یاغستان میں اختیار کیا ہے۔ اگر انہوں نے سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کی تحریک جہاد کو زمانہ سلف اور صحابہ کرام کے مجاہدانہ کارناموں اور ان کے ایثار و قربانی کے مماثل قرار دیا ہے تو آخری دور میں امیر نعمت اللہ کے زمانے کے حالات جو انہوں نے اسمست وغیرہ میں ملاحظہ کئے اور اس وقت کی زبوں حالی مشاہدہ میں آئی اس کے متعلق بھی بلا کم و کاست اظہار خیال فرمایا

چنانچہ آپ صفحہ ۹۸ پر فرماتے ہیں۔

> میں نے امیر نعمت اللہ کے متعلق بہت سی روایات چرکنڈ میں سن رکھی تھیں اس لئے پختہ ارادہ کر چکا تھا کہ جب تک اچھی طرح خود چھان بین نہیں کر لوں گا جماعت میں شامل نہیں ہوں گا وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ حالات کہیں بدتر تھے ۔ میں نے جو رپورٹیں پڑھیں تھیں وہ غلط نہ تھیں۔

اسی طرح صفحہ ۱۱۰ اور ۱۱۱ پر امیر نعمت کی عیاشانہ اور مسرفانہ زندگی کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کے لئے اسے سم قاتل اور سخت نقصان دہ قرار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجاہدین کے ساتھ امیر نعمت اللہ کا ناروا سلوک ان کی خوراک کی طرف سے بے پروائی اور رہن سہن کا ناکافی انتظام سب کچھ پوری تفصیل سے لکھ دیا ہے اس سے بڑھ کر آپ کی درست بیانی اور صدق مقالی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے لیکن شاہ حسین گردیزی نے اپنے مخصوص مقاصد کی خاطر مولانا محمد علی قصوریؒ کے اس بیان کو بڑھا چڑھا کر ذکر کیا ہے اور ساری تحریک جہاد کو ہی مطعون کرنے کی کوشش کی ہے اور مولانا محمد علی نے اسی کتاب میں جو صاف لکھا ہے کہ سید احمد شہید کی یہ تحریک انگریزوں کے خلاف ایک مجاہدانہ اقدام تھا اور وہ دراصل انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے ہی اپنی جماعت کو لے کر اس علاقے میں آئے تاکہ ایک محفوظ مرکز بنا کر اس طرف سے ہندوستان پر حملہ کیا جائے۔ لیکن جب اس کام کی ابتداء کی تو سکھ آگے آکر مزاحم ہو گئے۔ اس لئے پہلے ان سے نپٹنے کے لئے مجبوراً یہ اقدامات کرنے پڑے اس سے تو گردیزی صاحب صرف نظر کرتے جاتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ سید صاحب نے یہ تحریک انگریز کے ایما سے ان کی حمایت میں سکھوں اور مسلمانوں کے خلاف شروع کی تھی (حقائق ص ۸۴)

گردیزی صاحب مولانا محمد علی قصوری کی کتاب مشاہدات کی عبارتیں بار بار اپنے موقف کی حمایت میں پیش کرتے ہیں اگر وہ ان سب کو درست تسلیم کرتے ہیں تو مولانا کی کتاب کے دیگر مقامات جو ان کے موقف کے خلاف جاتے ہیں دیانت داری کا تقاضا تھا کہ انہیں بھی درست اور صحیح تسلیم

کرتے لیکن ان سے آنکھیں بند کر کے گذر جاتے ہیں۔

مولانا محمد علی قصوری کے نزدیک یہ تحریک انگریزوں کے خلاف تھی

مولانا محمد علی قصوری مرحوم جب یاغستان سے واپس وطن روانہ ہوتے ہیں تو اسمت کی جامع مسجد میں انہیں الوداع کہنے کے لئے ہزاروں لوگوں کا اجتماع ہو گیا اس میں آپ الوداعی تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آپ کو معلوم ہے کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی نے یہ تحریک جہاد محض اس لئے شروع کی تھی کہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال کر وہاں اسلامی سلطنت علی منہاج الخلافتہ قائم کی جائے اور پھر ہندوستان کو تمام عالم کی اصلاح کے لئے مرکزی خطہ قرار دے کر تمام دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کی جائے۔ حضرت سید صاحب کا مشن یہ تھا کہ دنیا سے جور و ظلم فسق و فجور' بدامنی اور جہالت و بدعت کو مٹا کر اسے عدل و انصاف نیکی اور امتیازی' امن و اخوت اور علم و بصیرت سے معمور کر دیا جائے اور اس مشن کی تکمیل میں انہوں نے اپنی جان' جان آفریں کے سپرد کی

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس کے بعد ان کے بہادر اخلاف نے انگریز کے خلاف جہاد کی مہم کو جاری رکھا اور جنگ آزادی کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ لیکن افسوس کہ ان کے اس نیک کام کو ہم لوگوں نے بھلا دیا"

(مشاہدات کابل و یاغستان ص ۱۵۶ و ۱۵۷)

دیکھئے سید صاحبؒ کی اس تحریک کو مولانا محمد علیؒ انگریزوں کے خلاف جہاد قرار دے رہے ہیں اور ان کے اخلاف کی بھی تعریف و توصیف فرماتے ہیں اس کے ساتھ اگر وہ ایک شخص امیر نعمت اللہ کی کمزوریوں کی نشان دہی کرتے ہیں تو یہ ان کی عالی ظرفی اور مورخانہ غیر جانبداری کا واضح اور بین ثبوت ہے۔

لیکن گردیزی صاحب ان کی ان باتوں کو جو انہوں نے امیر نعمت اللہ کے متعلق درج کی ہیں انہیں بنیاد بنا کر ساری تحریک کو ہی غلط قرار دے رہے ہیں اور مجاہدین کے خلاف اپنی اس کتاب میں اس قسم کے تحقیر آمیز عنوانات قائم کرتے ہیں جن سے ان کے عملی اقدامات' ایثار و قربانی اور خدا کی راہ میں جہاد و شہادت کا استخفاف اور ان کی کردار کشی کی جا سکے مثلاً

قادیانیوں کی بدکرداری، مجاہدین کی کذب بیانی، مجاہدین کی اکثریت بدکردار تھی۔
ایسے عنوانات قائم کر کے مجاہدین اور ان کی تحریک کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی ہے دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولانا محمد علیؒ نے اپنے مشاہدات کی بنا پر جو لکھا ہے اگر ایک واقعہ کو درست سمجھ کر اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں تو ان کی باقی تحقیق کو بھی صحیح سمجھ کر تسلیم کرتے مگر انہیں یہ توفیق کہاں

مکاتیب سید صاحب اور مولانا محمد علیؒ

جناب گردیزی صاحب اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ سید صاحب کے مکاتیب کے قلمی نسخے مختلف مقامات پر موجود ہیں اور مولانا غلام رسول مہرنے ان سے کوئی استفادہ کیا ہے۔ حالانکہ مولانا مہر نے اپنی تصنیف "سید احمد شہید" کے شروع میں ان کتابوں مکاتیب اور مسودوں کی طویل فہرست دی ہے جن کی روشنی میں اپنی یہ مایہ ناز کتاب مرتب فرمائی۔ ان میں بعض کتابیں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں۔ مولانا غلام رسول مہر صاحب نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں جو محنت اور کاوش کی ہے اور ہزارہا اوراق کی ورق گردانی فرمائی ہے وہ کتاب کے مطالعہ ہی سے ظاہر ہو جاتا ہے مگر چونکہ گردیزی صاحب کی آنکھوں پر تعصب کی عینک ہے اور دل میں "شہید دشمنی" کا طوفان موجیں مار رہا ہے اس لئے وہ ان سب باتوں سے اغماض کرتے ہوئے اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں کہ مولانا مہر صاحب نے محض "سینہ گزٹ" سے یہ سب حالات تحریر کئے ہیں۔
فرماتے ہیں۔

> مہر صاحب کے نزدیک سینہ گزٹ کا سلسلہ بھی ہے جو قلبی صورت میں ان کے یا ان کے ہم خیال افراد کے پاس ہے وہ ان دونوں کتابوں (حیات طیبہ و سوانح احمدی) سے زیادہ اہم ہے۔ اس کی ایک فہرست انہوں نے "سید احمد شہید" کے شروع میں دی ہے۔ لیکن ارباب علم و نظر پر مہر صاحب کی دیانتداری عیاں ہے اس لئے "دفینہ سینہ" کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

گردیزی صاحب ان تمام تاریخی حقائق کے دفاتر کا انکار کر رہے ہیں جو سید صاحب کے معتقدین متوسلین اور شب و روز ان کے ساتھ رہنے والوں نے مرتب فرمایا۔ جن کی فہرست مہر صاحب نے پیش کی ہے اور جو ان کے مطالعہ سے گزرا اب اس کا کیا علاج کہ وہ ان حقیقتوں کو غلط قرار دے رہے ہیں جو ان جیسے "ارباب علم و نظر" کے نزدیک درست نہیں لیکن جو بات ان کے مفید مطلب ہو اس کو انہی کتب سے اپنے موقف کی حمایت میں پیش کرتے اور ساتھ ہی ان کتابوں کی ثقاہت کا انکار کر

کے انہیں "سینہ گزٹ" قرار دیتے ہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مولانا محمد علی قصوری کی کتاب "مشاہدات کابل و یاغستان" کے حوالوں کو وہ اپنے مقصد کے حصول کی خاطر بار بار پیش کرتے ہیں لیکن اس کتاب کے ۱۰۳ تا ۱۰۷ صفحات ان کی نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں اس کتاب کے یہ پانچوں صفحات اس قابل ہیں کہ انہیں پورے کے پورے یہاں نقل کر دیا جائے لیکن طوالت کے خوف سے میں ان سے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین کو اندازہ ہو کہ گردیزی صاحب جہاں ضرورت ہوتی ہے انہی کتابوں سے حوالے پیش کرتے ہیں جنہیں وہ "سینہ گزٹ" قرار دے رہے ہیں۔ مگر جو مقامات ان کے اس ادعا کی تردید کرتے ہیں کہ سید صاحب کا مقصد سکھوں سے جہاد کرنا اپنی حکومت قائم کرنا' عوام میں مقبولیت اور شہرت حاصل کرنا تھا' انہیں نظرانداز کر جاتے ہیں اور **یومن ببعض الکتاب ویکفرون ببعض** کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اب ذرا اسی کتاب کے مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

جماعت مجاہدین میں گو میرا قیام کچھ زیادہ طویل نہ تھا مگر اس مختصر سے قیام میں مجھے بہت قیمتی معلومات نہ صرف اس جماعت کے متعلق حاصل ہوئیں بلکہ انقلابی جماعتوں کے طریق کے متعلق ایک نئی بصیرت حاصل ہوئی۔ سب سے پہلے تو یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ جماعت مجاہدین کی تاسیس ایسے مبارک ہاتھوں سے ہوئی جن کے پیش نظر اسلام کے احیاء کے سوا اور کوئی دنیوی مقصد نہ تھا۔ ہنٹر اور دوسرے متعصب انگریز مورخوں نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت سید احمد کی تحریک محض سکھوں کی بیخ کنی کے لئے اٹھی تھی۔ لیکن یہ بالکل غلط اور خلاف واقع ہے اور اس غرض کے لئے انہوں نے حضرت سید صاحب کی تحریرات کو مسخ کر کے پیش کیا ہے۔ جماعت مجاہدین کے مرکز میں ایک بہت قیمتی مسودہ تھا جو حضرت شاہ اسماعیل صاحب کے قلم سے لکھا ہوا تھا۔ یہ ان تمام خطوط کی نقل تھی جو حضرت سید احمد صاحب شہید نے وقتاً فوقتاً شاہان اسلام کو لکھے تھے۔ جن میں اپنی تحریک انقلاب میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔

حضرت سید صاحب نے اپنی تحریرات کی غرض و غایت اور اسلام کے دشمنوں کی دیسہ کاریوں پر روشنی ڈالی تھی۔ اور قیام دین کے مقدس فریضہ کی طرف انہیں بلایا تھا۔

وہ تمام تحریرات اس قابل ہیں کہ انہیں بتمام شائع کر دیا جائے۔ اور میں نے امیر نعمت اللہ صاحب سے بہت کہا کہ وہ اس مسودہ کو میرے حوالے کر دیں تاکہ میں انہیں شائع کروا سکوں۔ مگر انہوں نے یہی کہا کہ یہ جماعت کا متبرک ورثہ ہے۔ اسے میں جدا نہیں کر سکتا۔ اور دوسرے انگریز انہیں دیکھ کر

فوراً ضبط کر لے گا۔ اور تلف کرا دے گا کیونکہ ان سے اس کی اکاذیب و اباطیل کا تار پود بکھرتا ہے۔ (مشاہدات ص ۱۰۳، ۱۰۴)

اس کے بعد مولانا محمد علی لکھتے ہیں

میں نے ان تحریروں کو بار بار پڑھا کیونکہ بمصداق

ھو المسک ما کررتہ یتضوع

وہ مشک کی طرح ہے جتنا اسے سونگھو اتنا ہی زیادہ خوشبو دیتا ہے

اس لئے جہاں تک میرا حافظہ میری یاوری کرتا ہے ان کا خلاصہ یہاں بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان مکتوبات سے انہوں نے اس امر کی بار بار وضاحت کی ہے کہ اس وقت دنیا میں اسلام کا سب سے زیادہ مکار اور خوفناک دشمن "انگریز" ہے جو ہندوستان کی اسلامی سلطنت کو مٹا کر وہاں خالص کفر کی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ لکھتے ہیں کہ خدا نے اپنے ایک مومن بندے (سید احمد) کے قلب میں یہ القا کیا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا وقت آن پہنچا ہے اور اس کی ابتدا اقامت دین کے مقدس فریضہ سے ہونی چاہئے۔

آگے لکھتے ہیں

نئے سرے سے متحد ہو کر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال کر وہاں خلافت علی منہاج النبوۃ قائم کریں اور فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر ہندوستان کو تمام دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک مرکزی اور قابل تقلید (نقطہ ماسکہ) فوکس (Focus) بنائیں۔ (صفحہ ۱۰۵)

مشاہدات کے ۱۰۶ صفحہ پر مولانا محمد علی فرماتے ہیں کہ سید صاحب نے واضح طور پر اسلامی ملکوں کے سربراہوں کو انگریز کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ

وہ انگریز کے خلاف برسرپیکار ہوں اور اس کی ابتدا ہندوستان سے انگریز کو خارج کرنے اور ہند میں اسلامی سلطنت قائم کرنے سے ہونی چاہئے۔

مولانا محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

انگریزی حکومت کا تختہ پلٹنے کے بعد حضرت سید صاحبؒ نے اسلام کے احیاء اور نشر و اشاعت کا ایک مفصل پروگرام پیش کیا۔

مولانا محمد علی صاحب اپنی کتاب کے ۱۰۷ صفحہ پر لکھتے ہیں

لیکن حضرت سید احمد صاحب کے مکاتیب کا وہ حصہ جس میں وہ برٹش امپریلزم کو بے نقاب کرتے ہیں اہم ترین ہے اور اسے دیکھ کر ان کی زبردست سیاسی بصیرت اور علم تاریخ سے آگاہی کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے صاف کہا ہے کہ برٹش امپریلزم کا مقصد اسلام کو تباہ کرنا

اور صلیبی لڑائیوں کی شکست کا بدلہ لیتا ہے اور اُس غرض کے لئے وہ آہستہ آہستہ تمام اسلامی ممالک کو ہضم کرتا جائے گا..... وہ انؒ کی شہادت کے بعد حرفاً حرفاً پورا ہوا۔ (ملخص)

مولانا محمد علی مرحوم نے اسمت میں خود ان مکاتیب کا مطالعہ کیا جن میں سید صاحبؒ نے بالوضاحت انگریز کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا ہے۔ ان ارشادات کی روشنی میں اب بھی اگر کسی کو اصرار ہو کہ سید صاحب کے انگریز کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے وہ انگریز سے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے تو اسے ڈھٹائی اور تعصب کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

سید صاحب تو ببانگ دہل فرما رہے ہیں کہ سب متحد ہو کر پہلے انگریز کو ہندوستان سے نکالیں تاکہ وہاں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔

مندرجہ بالا اقتباس جس میں مولانا محمد علی مرحوم فرماتے ہیں کہ

حضرت سید احمد صاحب کے مکاتیب کا وہ حصہ جس میں وہ برٹش امپریلزم کو بے نقاب کرتے ہیں اہم ترین ہے اور اسے دیکھ کر ان کی زبردست سیاسی بصیرت اور علم تاریخ سے آگاہی کا پتہ چلتا ہے۔

مگر برا ہو تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ گردیزی صاحب حضرت سید شہیدؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

سید احمد بریلوی دولت علم سے یکسر محروم تھے اور ساتھ ہی عقل و دانش سے بھی کلیتہً کورے تھے۔

(حقائق تحریک بالا کوٹ ص ۷)

ان کی یہی بددیانتی ہے کہ مولانا محمد علی کی کتاب کا وہ حصہ جس میں انہوں نے جماعت مجاہدین کے آخری وقت کے بعض لوگوں پر شدید تنقید کی ہے جو اس تحریک کے مقاصد سے غفلت برت رہے تھے اسے تو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اسے بار بار حوالے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب مولانا محمد علی یہ لکھتے ہیں کہ سید صاحب کی تحریک کا مقصد انگریز کو ہندوستان سے نکالنا تھا اور یہاں علی منہاج النبوۃ خلافت قائم کرنا تھا کتاب کے اس حصے کا بھی بھول کر بھی ذکر نہیں کرتے۔

مولانا محمد علی تو سید صاحب کو

"زبردست سیاسی بصیرت اور علم تاریخ سے آگاہ فرد وحید قرار دیتے ہیں"

لیکن گردیزی صاحب انہیں

"دولت علم سے محروم اور عقل و دانش سے کلیتاً کورے بتاتے ہیں"

بہ بیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

ایسی عقل پر تو ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے

گردیزی صاحب جیسے لوگوں کے بارے میں ہی تو کہا گیا ہے کہ

بریں عقل و دانش بباید گریست

یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں جناب مولانا ابوالحسن ندوی صاحب فرماتے ہیں

"سو سال سے زائد ہونے کو آئے شاید ہی کوئی دن طلوع ہوا ہو جس کی صبح کو ان بزرگوں کے خلاف حامیان شرک و بدعت اور قبوری شریعت والوں کی طرف سے تکفیر و تضلیل کا کوئی فتوئی نہ نکلا ہو"

جمعیت اہل حدیث بھارت کے ناظم اعلیٰ کی والدہ محترمہ کا سانحہ ارتحال

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے قائد و ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب کی والدہ مورخہ ۲۹ جنوری ۹۳ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب فریضہ صلوۃ کی ادائیگی کے فوراً بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے حرکت قلب بند ہونے سے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

موصوفہ انتہائی نیک اور پختہ اہل حدیث صالحہ خاتون تھیں۔ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالوہاب خلجی آپ ہی کی صالح تربیت کا نتیجہ ہیں۔ مرحومہ کی عمر ۶۸ سال تھی۔ ادارہ مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

اپیل برائے تعمیر مسجد

ہمارے گاؤں میں جماعت اہلحدیث کی کوئی مسجد نہیں جس کی وجہ سے ہم کو نماز پڑھنے میں تنگی ہے ہمارے پاس اتنی بھی ہمت نہیں کہ ہم جگہ ہی خرید سکیں' جماعت سے التماس ہے کہ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

رابطہ کے لئے

حافظ محمد یوسف ربانی چک نمبر ۵۵

کوٹ رادھا کشن ضلع قصور